دینی طبقہ سیکولر اور لبرل لوگوں کی مخالفت کیوں کرتا ہے؟

مجیب: ابو احمد محمد انس رضا عطاری

مصدق: مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: LHR-12429

تاریخ اجراء: 22 ربیع الآخر 1445ھ / 07 نومبر 2023ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ دینی طبقہ سیکولر و لبرل ازم کی مخالفت کس وجہ سے کرتا ہے، جبکہ سیکولر و جدت پسند طبقہ مذہب کو فرد کا نجی مسئلہ قرار دیتا ہے، شریعت اسلامیہ اس حوالے سے کیا فرماتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

دینی طبقہ سیکولر و لبر ازم کا مخالف اس وجہ سے ہے کہ یہ دونوں نظریات فرد و معاشرے کی بگاڑ کا سبب اور انبیاء علیھم السلام کی بعثت اور ان کی تعلیمات کے منافی ہیں۔ مذہب کو ذاتی مسئلہ قرار دینے سے مراد سیکولر و لبرل طبقہ یہ لیتا ہے کہ احکام شرعیہ پر عمل کرنے یا نہ کرنے میں وہ آزاد ہے؛ ایک انسان کو اختیار ہے کہ وہ جن عقائد کو اختیار کرنا چاہے، جس مذہب میں جانا چاہے اسے اجازت ہے کہ یہ اس کا ذاتی مسئلہ ہے تو اسلام مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

تفصیل اس میں یہ ہے کہ:

لبرل ازم میں آزادی اظہار، آزادی رائے، کسی بھی مذہب کو رکھنے یا نہ رکھنے کی آزادی، سیکولر گورنمنٹ، فری مارکیٹ اکانومی، شہری حقوق، صنفی مساوات (Gender equality)، گلوبل ازم وغیرہ شامل ہیں۔ سیکولر ازم یہ ہے کہ مذہب کسی بھی فرد کا ذاتی مسئلہ ہے، اسے اجتماعی معاملات سے الگ رکھنا چاہیے۔ کوئی فرد چاہے نماز پڑھے چاہے زندگی میں ایک بھی نہ پڑھے، سیکولر ازم اس سے بے نیاز ہے۔ سیکولر گورنمنٹ یا سیکولر ریاست سے مراد بھی ایک

ایسی ریاست ہے جس کا مذہب سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس کے آئین و قوانین میں مذہب کا عمل دخل نہ ہو۔ وہ مکمل طور پر انسانی عقل و دانش اور تجربات سے اخذ کیے گئے ہوں۔

اسلامی فکر کے مطابق انسان دنیا میں ایک خاص مدت کے لیے آیا ہے، یہ کھیتی ہے، یہاں نیک عمل اور خیر کی فصل کاشت کرنا مقصود ہے، جس کا صلہ روزِ آخرت ملے گا۔ نیک لوگوں کو جنت کا انعام، جبکہ گناہ گاروں اور ظالموں کے حصے میں دوزخ جیسی بدترین جگہ آئے گی، جہاں انہیں خوفناک سزائیں ملیں گی۔ انسان کو یہی مقصد یاد کروانے کے لیے انبیاء علیھم السلام تشریف لاتے رہے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مکمل دین عطا کیا جس میں عبادات کے ساتھ زندگی کے تمام معاملات میں شرعی رہنمائی کی گئی ہے۔ اسلام صرف عبادات کے طریقے نہیں بتاتا، بلکہ زندگی کے دیگر معاملات اور اخلاقیات بھی سکھاتا ہے، لہٰذا انسان کو عبادات کے ساتھ معاملات و اخلاقیات ا س طریقہ پر اپنانے ہوں گے جس کی تعلیم اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دی ہے تاکہ وہ آخرت میں کامیابی حاصل کر سکے۔ اسلامی ریاست کا اہم ترین مقصد اسلامی تصورات کو متشکل کرنا اور انھیں ایک باقاعدہ فریم ورک میں لانا ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کا ایک تصور علم، تصور اخلاق، تصور معیشت، تصور معاشرت، تصور شہریت ہے۔

لہٰذا جب اسلام ایک مکمل دین ہے تو مسلمان پر لازم ہے کہ اس میں مکمل داخل ہو ایسا نہیں کہ صرف عبادات کے لیے اسے خاص کر دے اور بقیہ اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی معاملات میں اپنی مرضی کرے اور احکام شرعیہ کو پس پشت ڈال دے۔ نیز عقائد میں اختیار (Choice) نہیں کہ بندہ جو چاہے عقائد اپنالے، جس مذہب کو چاہے قبول کر لے بلکہ اسلام کے عقائد و نظریات لازم ہیں جن کو چھوڑنا مسلمان کے لیے ہلاکت ہے۔ دین اسلام ایک مکمل دین ہے جس میں وہ تمام خوبیاں ہیں جو ایک کامل دین میں ہونی چاہئیں، اب دیگر اَدیان کو نہ اچھا سمجھنے کی اجازت ہے اور نہ ہی ان کے کسی عقیدہ یا فعل کو اپنے گمان میں اچھا سمجھ کر اپنانے کی اجازت ہے۔ اللہ عزوجل نے واضح طور پر قرآن پاک میں دیگر ادیان کو باطل قرار دیتے ہوئے اسلام کو حق مذہب قرار دیا ہے۔ اب خود کو مسلمان کہلوانے والا کسی دوسرے دین کی طرف جھکے تو وہ دوزخ میں جائے گا۔ کثیر احادیث میں مشرکین سے مشابہت کرنے، شرک کرنے سے منع کیا اور دیگر مذاہب کے بارے میں یہ عقیدہ دیا کہ وہ ان میں جانے کو ایسا ناپسند کرے جیسے آگ میں جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (سورۃ البقرہ، سورۃ 2، آیت 208)

صراط الجنان میں ہے: "﴿اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً: اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔﴾ شانِ نزول: اہل کتاب میں سے حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے اصحاب، تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے کے بعد شریعت مُوسَوی کے بعض احکام پر قائم رہے، ہفتہ کے دن کی تعظیم کرتے، اس روز شکار سے لازماً اِجتناب جانتے اور اونٹ کے دودھ اور گوشت سے بھی پرہیز کرتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں صرف مُباح یعنی جائز ہیں، ان کا کرنا ضروری تو نہیں جبکہ توریت میں ان سے اجتناب لازم کیا گیا ہے، تو ان کے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہے اور شریعت مُوسَوی پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ اسلام کے احکام کا پورا اتباع کرو یعنی توریت کے احکام منسوخ ہو گئے اب ان کی طرف توجہ نہ دو۔

یاد رکھیں کہ داڑھی منڈوانا، مشرکوں کا سا لباس پہننا، اپنی معاشرت بے دینوں جیسی کرنا بھی سب ایمانی کمزوری کی علامت ہے، جب مسلمان ہو گئے تو سیرت وصورت، ظاہر وباطن، عبادات ومعاملات، رہن سہن، میل برتاؤ، زندگی موت، تجارت وملازمت سب میں اپنے دین پر عمل کرو۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کا دوسرے مذاہب یا دوسرے دین والوں کی رعایت کرنا شیطانی دھوکے میں آنا ہے۔ اونٹ کا گوشت کھانا اسلام میں فرض نہیں مگر یہودیت کی رعایت کے لئے نہ کھانا بڑا سخت جرم ہے۔ کافروں کو راضی کرنے کیلئے گائے کی قربانی بند کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ یونہی کسی جگہ اذان بند کرنا یا اذان آہستہ آواز سے دینا سب اسی میں داخل ہے۔" (صراط الجنان، جلد 1، صفحہ 326، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (سورۃ المائدہ، سورۃ 5، آیت 3)

قرآن پاک میں ہے: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (سورۃ آل عمران، سورۃ 3، آیت 19)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۸۵)﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔(سورۃ آل عمران، سورۃ3، آیت 85)

بخاری و مسلم کی حدیث پاک ہے:"عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يكره أَن يلقى فِي النَّارِ" ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت پالے گا: اللہ عزوجل اور رسول علیہ السلام تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ جو بندے سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے۔ جو کفر میں لوٹ جانا جبکہ رب نے اس سے بچالیا ایسا بُرا جانے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: من کرہ أن یعود فی الکفر کما یکرہ أن یلقی فی النار من الإیمان، جلد1، صفحہ13، حدیث21، دار طوق النجاۃ، مصر)

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الإیمان، جلد1، صفحہ66، حدیث 67، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جب توریت کے ایک نسخے کو پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا:"«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي، لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِي، لَاتَّبَعَنِي»" ترجمہ: اس کی قسم جس کے قبضے میں محمد مصطفےٰ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام آج ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے، اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت پاتے تو میری پیروی کرتے۔(سنن الدارمی، باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبي صلی اللہ علیہ وسلم، وقول غیرہ عند قولہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد1، صفحہ403، حدیث 449، دار المغني، عرب شریف)

سیکولر و لبرل ازم کی تردید نہ کرتے ہوئے مذہب کو اگر ذاتی مسئلہ قرار دیا جائے تو کثیر خرابیاں لازم آئیں گی، چند پیش خدمت ہیں:

مذہب کو ذاتی مسئلہ قرار دینے میں قرآن وحدیث کی حیثیت بے معنیٰ ہو جاتی ہے کہ اگر یہ ذاتی ہی مسئلہ تھا، تو دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح حضور علیہ السلام کو کیوں بھیجا گیا، قرآنی آیات میں توحید کی دعوت اور شرک کی

مذمت کیوں کی گئی، مشرکین جن میں کئی حضور علیہ السلام کے رشتہ دار تھے انہوں نے کس وجہ سے آپ علیہ السلام اور مسلمانوں کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ جنگیں بھی کیں؟

مذہب کو ذاتی مسئلہ قرار دینے سے ایک خرابی یہ لازم آئے گی کہ ان تمام احادیث کا انکار کر دیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایسے ارشادات فرمائے "خیر کم" (تم میں سے بہتر وہ ہے) وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ارشادات کو ماننے کا واضح مطلب یہ ماننا ہے کہ معاشرے میں افراد کی درجہ بندی میں مذہبی اقدار حتمی حیثیت کی حامل ہیں اور یہ وہ بات ہے جو جمہوری اقدار (آزادی اور مساوات) نیز اس دعوے کہ مذہب ذاتی مسئلہ ہے کا عین ضد ہے۔

مذہب کا ذاتی مسئلہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تعلقات کی تشکیل و تعمیر میں مذہبی شناخت و اقدار کا کوئی کردار نہیں ہونا چاہئے۔ آسان لفظوں میں اس کی تفصیل یوں سمجھئے کہ لوگ تعلقات قائم کرتے ہوئے مذہبی شناخت و اخلاقِ حمیدہ کی صفات وغیرہ کو پسِ پشت ڈال دیں اور اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ جس کے ساتھ ان کا تعلق ہے وہ مسلمان، متقی، عابد وغیرہ ہے یا مرتد، کافر، بدکار، فاسق و فاجر ہے۔ اب ذرا اس بات کو قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں پرکھیے جس میں حکم دیا گیا: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۱۶۲) لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ(۱۶۳)﴾ ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور مَیں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (سورۃ الانعام، سورۃ 6، آیت 163،162)

نیز قرآن پاک میں ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۳)﴾ ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ (سورۃ التوبہ، سورۃ 9، آیت 23)

مذہب کو اگر نجی مسئلہ قرار دیا جائے تو نیکی اور بدی برابر ہیں۔ مذہبی احکام کی بجاآوری مہمل اور بے معنٰی ہے۔ بندہ اگر کسی یونیورسٹی کا استاد ہے تو اپنی ذاتی زندگی میں چاہے تو جمناسٹک کلب جائے، کرکٹ کا تماشائی بنے، فلموں کا تماش بین بنے، شراب خانے جائے یا نماز پڑھے، ان تمام باتوں کا اس کی اجتماعی زندگی کی ذمہ داریوں سے کوئی تعلق

نہیں رہتا۔ ذاتی زندگی میں افراد کی خواہشات کی تمام ترجیحات مساوی طور پر بے معنٰی متصور کی جاتی ہیں، لہٰذا نیکی اور بدی بذاتِ خود کوئی شے نہیں اور اپنی ذات کے اعتبار سے دونوں ہی مساوی قدریں ہیں۔ اب قرآن کا یہ اعلان سامنے رکھیے: ﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ (۱۸)﴾ ترجمہ کنزالایمان: تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے، یہ برابر نہیں۔ (سورۃ السجدۃ، سورۃ 32، آیت 18)

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی۔ (حٰمٓ سجدہ، سورۃ 41، آیت 34)

مذہب کو فرد کا ذاتی مسئلہ قرار دینے کا لازمی تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم مان لیں کہ کسی بھی فرد کو مذہب کی بنیاد پر کسی دوسرے شخص کے عمل پر تنقید کرنے یا اسے تبدیل کرنے کی خواہش رکھنے اور اس کے لئے جدوجہد کرنے کا حق حاصل نہیں۔ یہاں تک کہ ایک باپ کو نماز کے لئے اپنے بچوں پر جبر کرنے کا حق حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تمام افراد کی ذاتی خواہشات کی ترتیب اور زندگی گزارنے کے طریقے مساوی ہیں، تو ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ دوسرے کی خواہشات کا احترام کرے اور اسے برداشت کرے۔ دوسری طرف قرآن و حدیث کے کثیر احکام جو نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے، خود اور اپنے اہل کو جہنم کی آگ سے بچانے پر ہیں، ان سب احکام کو چھوڑنا پڑے گا۔ اول تو یہ ماننا ہو گا کہ برائی کوئی شے ہی نہیں، اور اگر کسی کو کوئی عمل اپنے تئیں برائی نظر آتی بھی ہے تو اسے برداشت کرو، نہ کہ اسے روکنے کی فکر اور تدبیر کرنے لگو۔ بلکہ لبرل نظریات کا مقصد تو یہ ہے کہ میں دوسرے شخص کے ہر عمل کو قابلِ قدر نگاہ سے دیکھوں، اگر وہ اپنی ساری زندگی بندروں کے حالات جمع کرنے میں صرف کر دے تو کہوں کہ واہ جناب! کیا ہی عمدہ تحقیقی کام کیا ہے۔ ناچنے گانے والوں اور دیگر خرافات کرنے والوں کو ملک و قوم کا سرمایہ سمجھو اور ان کے لیے تعریفی کلمات کہو۔

مذہب کو نجی مسئلہ قرار دینے پر نیکیوں کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ افراد کو معاشرے میں زیادہ نیکیاں اور گناہ کم کمانے کا معاملہ بیکار ہے، کیونکہ جوں ہی نیکی اور گناہ کا سوال اٹھایا جائے گا تو مذہب ذاتی زندگی سے نکل کر اجتماعی زندگی میں آجاتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرتی صف بندی میں اصل اور فیصلہ کن سوال ہی یہ ہے کہ افراد کو نیکیاں کر کے جنت میں جانے کے مواقع زیادہ فراہم ہیں یا گناہ کر کے جہنم میں۔ اس بات کو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر اوقات شادی وغیرہ یا کئی دوسری محافل میں دورانِ طعام بیٹھنے کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے شرکاء

محفل کو کھانا کھڑے ہو کر کھانا پڑتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس موقع پر یہ بات کہے کہ بہتر یہ تھا کہ بیٹھ کر کھانا کھانے کا انتظام ہوتا، تو لوگ طرح طرح کے اعتراضات کرنے لگتے ہیں۔ ایک عام جواب یہ ہوتا ہے کہ بھائی بیٹھ کر کھانا فرض یا واجب تو نہیں ہے، لیکن مسئلہ یہ نہیں کہ آیا یہ عمل فرض ہے یا واجب، بلکہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ایک اسلامی معاشرے کی اداراتی صف بندی میں اس بات کا خیال رکھا جائے گا یا نہیں کہ آیا اس کے نتیجے میں لوگوں کو زیادہ نیکیاں کمانے کا موقع میسر آئے یا کم؟ اگر ایک عمل کو کئی طریقوں سے کرنا، ممکن ہے تو سوال یہ ہے کہ ان میں سے کون سا اختیار کیا جائے گا؟ ظاہر ہے مسلمان کے لئے بہتر طریقہ وہ ہے جس میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اتباع ہو، تاکہ زیادہ نیکیاں کمائی جاسکیں کیونکہ یہ نیکیاں ہی تو وہ شے ہیں جو آخرت میں کامیابی کا اصل سامان ہیں، ایسے ہی اسلامی معاشرے میں نیکیوں کا فروغ اور گناہوں کا سدباب کرنا ہی تو ریاست کا بنیادی کام ہوتا ہے۔

قرآن میں اللہ تعالی نے اہلِ ایمان کی ایک نشانی یہ بتائی کہ ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ(۴۱)﴾ ترجمہ کنز العرفان: وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے قبضے میں سب کاموں کا انجام ہے۔ (سورۃ الحج، سورۃ 22، آیت 41)

مذہب کو فرد کا نجی مسئلہ قرار دینے کا مطلب یہ اعلان کرنا ہے کہ مرنے کے بعد جنت و جہنم میں جانا بے کار کے سوالات ہیں، اس کے مقابلے میں اسلام میں سب سے اہم اور پہلا سوال ہی یہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی شخص کہاں جائے گا؟ ریاست کو اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، کہ افراد جنتیوں والے اعمال کر رہے ہیں یا جہنمیوں والے، اسے تو صرف ایک شے سے غرض ہوتی ہے اور وہ ہے عوام میں ہر طرح کی آزادی کو عام کر کے اپنے گمان میں بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے رہی ہے۔ معاشرے میں لوگوں میں جب آخرت کا تصور ختم ہو گا تو سود، رشوت، ڈاکہ زنی جیسے قبیح افعال میں اضافہ ہو گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم